کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا: ’’مغرب کے نظامِ معاشیات نے متعدد مسائل پیدا کر رکھے ہیں۔ میں اسلامی نظریات کے مطابق آپ کے یہاں نظامِ معیشت دیکھنے کا متمنی ہوں۔ مغرب کا معاشی نظام ہی دو عظیم جنگوں کا موجب بنا ہے۔ ہمیں اپنے مقاصد اور ضروریات کے لئے کام کرنا ہے۔ ہمیں انسانوں کے لئے معاشرتی اور معاشی انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں‘‘۔

مکتبہ محمود مکان نمبر ۸، رسول پورہ سٹریٹ اچھرہ لاہور سے شائع کردہ کتابچہ ’’نظریۂ پاکستان اور اسلامی نظام میں قائداعظمؒ کے مذکورہ خطاب کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے: ’’میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی ’’مجلس تحقیق‘‘ بنکاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع کرتی ہے، جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہ بچا سکتا ہے۔ مغربی نظام، افرادِ انسانی کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے، بلکہ گزشتہ نصف صدی میں ہونے والے دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست فوائد رکھنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے، اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظام اور نظریہ اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوش حالی حاصل کرنے کے لئے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ اپنی تقدیر ہمیں منفرد انداز میں بنانی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے، جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت سے اپنا قومی فرض سرانجام دیں گے۔ انسانیت کو سچے اور صحیح امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی انسانیت کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے اور صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوش حالی کا امین ہوسکتا ہے‘‘۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس

تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9، کالج روڈ۔ ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

مولانا زاہد الراشدی

دینی مدارس اور حکومتی اقدامات

دینی مدارس کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے پانچوں وفاقوں نے ان حکومتی اقدامات کو مسترد کرنے کا اعلان کیا ہے، جن کی منظوری وفاقی کابینہ نے دی ہے اور جن کے تحت دینی مدارس کو چھ ماہ کے اندر رجسٹریشن کا پابند کرتے ہوئے سرکاری سطح پر مدرسہ تعلیمی بورڈ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ رجسٹریشن نہ کرانے والے مدارس کو بند کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے دینی مدارس کو بیرون ملک سے ملنے والی امداد کو مدرسہ تعلیمی بورڈ کی کلیئرنس کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دینی مدارس کے نصاب میں انگلش، ریاضی اور سائنس کے مضامین کے اضافے کو لازمی قرار دینے کے علاوہ دہشت گردی اور فرقہ واریت میں ملوث دینی مدارس کے ناظم صاحبان کو دو سال قید کی سزا اور جرمانہ کے قانون کے نفاذ کا عندیہ دیا گیا ہے۔

اگرچہ وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی نے وضاحت کی ہے کہ ابھی مدارس کے بارے میں آرڈی نینس کی حتمی شکل طے نہیں ہوئی، مگر وفاقی کابینہ کے اجلاس کے بعد وزیر اطلاعات جناب نثار اے میمن کی پریس بریفنگ میں مذکورہ بالا امور کے سامنے آ جانے کے بعد آرڈی نینس کے بنیادی مشمولات کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا اور حکومت ایک عرصہ سے دینی مدارس کے بارے میں جن عزائم اور اقدامات کا اظہار کرتی آ رہی ہے، اس کی عملی شکل کا بنیادی ڈھانچہ واضح ہو گیا ہے۔

وزیر مذہبی امور نے اپنی پریس کانفرنس میں دینی مدارس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کیلئے حکومت کی طرف سے تیرہ ارب روپے کی امداد کی خوشخبری بھی دی ہے، جو تین سال میں مدارس کو دی جائے گی، لیکن اس کے باوجود نہ صرف دینی مدارس نے متفقہ طور پر ان اقدامات کو مسترد کرنے کا فیصلہ کیا ہے، بلکہ لاہور ہائی کورٹ بار نے ایک قرارداد میں دینی مدارس کے خلاف ان حکومتی اقدامات کو مسترد کرنے کا اعلان کیا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ دینی مدارس کے وفاقوں کی طرف سے حکومتی اقدامات کو یکسر مسترد کرنے کے مضمرات اور پس منظر کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیا جانا چاہیے۔ اس سلسلہ میں تین باتوں کا بطور خاص جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ دینی مدارس کے نظام ونصاب میں رفتار زمانہ کے ساتھ جس قسم کی اصلاحات ناگزیر ہیں، ان کی ضرورت سے کسی ذی شعور کو انکار نہیں ہے اور ہم خود ایک عرصہ سے دینی مدارس کے منتظمین کی اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ ہماری رائے میں دینی مدارس کے نصاب میں نہ صرف انگلش زبان کے اضافے کی ضرورت ہے، بلکہ عربی بول چال اور تحریر وتقریر اور اس کے

ساتھ ساتھ تقابل ادیان و مذاہب، تاریخ، پبلک ریلیشننگ اور کمپیوٹر ٹریننگ وغیرہ جیسے اہم مضامین کے اضافہ کو بھی ہم وقت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ تبدیلی اور اضافہ حکومتی اقدامات، اسٹیبلشمنٹ کی ترجیحات اور امریکہ کے مطالبات کے دائرہ میں نہیں، بلکہ خود دینی حلقوں کی داخلی ضروریات اور ملی و معاشرتی تقاضوں کی روشنی میں کیا جانا چاہیے، اسی طرح جیسے ہم دینی مدارس کے نصاب میں ان مضامین کے اضافوں کو ناگزیر سمجھتے ہیں، بالکل اسی درجہ میں دینی مدارس کے نصاب میں سائنس اور ریاضی کے اضافہ کو قطعی طور پر غلط اور نامعقول تصور کرتے ہیں اور دینی تعلیم کے ساتھ ریاضی اور سائنس کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، اسی طرح غیر معقول حرکت ہے۔ جیسے لاء کالج کے نصاب میں سائنس اور ریاضی کو لازمی مضامین کا درجہ دے دیا جائے۔ دوسری بات یہ کہ اگر حکومت اس سلسلہ میں کوئی کردار ادا کرنا چاہتی ہے تو اس کی حیثیت ایک خیر خواہ مشیر اور رہنما کی ہونی چاہیے، اس سے زیادہ حکومت کوئی رول ادا کرنا چاہے گی تو اسے دینی مدارس کے داخلی معاملات میں مداخلت اور ان کی خود مختاری پر حملہ تصور کیا جائے گا، جسے دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کسی صورت میں قبول نہیں کریں گے۔

دینی مدارس کا موجودہ کردار جس کے مفید پہلوؤں کا خود جنرل پرویز مشرف کئی بار اعتراف کر چکے ہیں اور دینی مدارس کے جس دینی و معاشرتی کردار کا تذکرہ وفاقی وزیر امور، وفاقی وزیر داخلہ اور گورنر پنجاب کے بیانات میں مسلسل ملتا ہے۔ اس کردار کی گاڑی مالیاتی و انتظامی خود مختاری اور تعلیمی نصاب و نظام کی آزادی کے دو پہیوں پر چلتی آرہی ہے۔ ان میں سے کسی ایک پہیے کی ہوا نکال دی گئی تو دینی مدارس کے اس ملی کردار کا وجود باقی نہیں رہے گا، جس کا اعتراف ہمارے حکمران بار بار کر رہے ہیں اور جس ملی کردار سے خائف ہو کر عالمی استعماری قوتیں اور بین الاقوامی ادارے ان دینی مدارس کے جداگانہ تشخص کو ختم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ حکومت جس فضا اور حالات میں دینی مدارس کے گرد پابندیوں کا حصار قائم کرنے اور تیرہ ارب کی امداد کا لالچ دے کر انہیں اس دائرہ میں گرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ اس فضا میں تو کسی طرح یہ ممکن ہی نہیں ہے اور ایسے حالات میں حکومت دینی مدارس کے بارے میں جو بھی عملی قدم اٹھائے گی، اس سے حکومتی اور دینی حلقوں کے درمیان کشیدگی میں اضافہ کے سوا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔

ایک طرف صورت حال یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے امریکہ کی زیر قیادت عالمی اتحاد کے ساتھ مل کر دینی مدارس کی ڈیڑھ صدی کی کمائی کو خاک میں ملا دیا ہے۔ طالبان حکومت دینی مدارس کی ڈیڑھ صدی کی کمائی تھی اور دینی مدارس افغانستان میں خالصتاً نظریہ اور دینی بنیادوں پر قائم طالبان حکومت کو دیکھ کر مطمئن تھے کہ ان کی ڈیڑھ صدی کی محنت رنگ لے آئی ہے اور اسلام کی جن تعلیمات کو انہوں نے گزشتہ دو سو برس سے محنت، قناعت، فاقہ کشی اور قربانیوں کے ساتھ زمانے کی دست برد سے بچا کر رکھا ہوا تھا، وہ نہ صرف محفوظ ہے بلکہ عملی اور اجتماعی زندگی میں ان کی عملداری کے امکانات بھی نظر آنے لگے ہیں لیکن امریکی اتحاد نے حکومت کے تعاون سے طاقت کے بل پر اس حکومت کا خاتمہ ہی نہیں